بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ط (پ ۴، ع ۵)

(یہ سمجھانا ہے لوگوں کو اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے واسطے)

اُمُّ الْمُصَدِّقِیْنَ، خَدِیْجَهءِ وِلَایَتْ

حضرتہ بی بی اللہ دیتی رضی اللہ عنہا

بہرہء عام

”بہرہء فیض ولایتِ محمدیہؐ مقیدہ برائے خاص و عام“

مرتب کردہ:۔

فقیر سید ضیاء اللہ یداللّٰہی غفرلہ

ہدیہ:۔ اللہ دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کل نفس ذائقۃ الموت

محترمی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری والدہ

سیدہ ماں صاحبہ بی بی عرف بی بی جان صاحبہ مرحوم و مغفورہ

زوجہء حضرت مشائخ الحاج سید ضیاء اللہ صاحب یداللّٰہیؒ مرحوم

تقریباتِ چہلم

میں آپ کی شرکت و تناول طعام ماحضر باعثِ ایصال ثواب متصور ہے

الداعیان: سید عبدالکریم یداللّٰہی عفی عنہ، معہ برادرں

گھڑی:۔
بروز منگل 15 جنوری 2013ء
۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ
بعد نماز عشاء 9:00 بجے
بمسجد حضرت مشائخ مولانا سید عالم یداللّٰہی،
حضرت مولانا سید عالم محلّہ، چھ گیٹ، چن پٹن

زیارت:۔
بروز چہارشنبہ
16 جنوری 2013ء
۳ ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ
صبح 7.30 بجے

ضیافت
بعد زیارت:۔
مقام ضیافت: بمکان داعی،
حضرت مولانا سید عالم محلّہ،
چھ گیٹ، چن پٹن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ط (پ ۴، ع ۵)

(یہ سمجھانا ہے لوگوں کو اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے واسطے)

اُمُّ الْمُصَدِّقِينَ، خَدِيجَهءِ وِلَايَتُ

حضرتہ بی بی الـمـدینـی رضی اللہ عنہا

بہرہ ءعام

"بہرہ ءفیض ولایتِ محمدیہؐ مقیدہ برائے خاص وعام"

مرتب کردہ:۔

فقیر سید ضیاء اللہ یداللّٰہی غفرلہٗ

ہدیہ:۔ اللہ دیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رسالۂ ہٰذا بنام

”بہرہءعام“

کو

اپنی والدہ محترمہ سیدہ ماں صاحبہ بی بی عرف بی بی جان صاحبہ
کے ایصالِ ثواب کی خاطر للہ تقسیم کرنے کے لئے طبع زاد کیا ہے
اللہ تبارک وتعالیٰ مرحومہ کو اپنے دیدار سے سرفراز فرمائیں
اور ناظرین رسالہءھذا کو باعمل بنائیں۔آمین

پیش کردہ:۔

سید عبدالکریم یداللّٰہی عفی عنہ، معہ برادرں
ابنِ حضرت مشائخ الحاج سید ضیاءاللہ صاحب یداللّٰہیؒ
سید عالمؒ محلّہ (چھ گیٹ) دائرہ، چن پٹن۔

۳ ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ

تعداد:۔ ایک ہزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ موت کے سفر میں نشانِ حیات ھیں!

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (ہر ذی روح کو موت کا مزا چکھنا ہے)

اللہ رب العزت نے اس آیتِ پاک میں یہ واضح کردیا ھے کہ موت ایک ناقابلِ تردید اٹل حقیقت ھے یہ ایک ایسا شکنجہ ھے جس کے آگے انسان چاھے جس قدر قوی ھو بے بس اور لاچار ھے۔ زندگی کے تعاقب میں لگی رھتی ھے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر کردہ لمحے میں زندگی کو دبوچ لیتی ھے اس دنیا میں ھر لمحہ زندگی اور موت کی یہ آنکھ مچولی جاری ھے اور تا قیامت جاری رھے گی، موت کی چادر میں سمٹ کر اپنوں سے بچھڑجانے والے اپنی یادوں کے نشان چھوڑ تو جاتے ھیں مگر وقت کی گردان نشانوں کو دھیرے دھیرہ دھندلا کردیتی ھے تاکہ زندگی اپنے فطری سفر پر گامزن رھے اور کارخانہء قدرت اپنے مقررہ وقت تک جاری و ساری رھے۔ باوجود اس کے عالمِ وجود کی ھتھیلی سے سوئے عدم پرواز کر جانے والے خوشنما پرندوں کا لمس زندگی کے ھاتھوں میں باقی رہ ھی جاتا ھے۔

اس عالمِ فانی میں انسان جھاں بے شمار جذبوں اور رشتوں سے ھم کنار رھتا ھے وھیں مختلف ھستیوں سے بھی وابستہ رھتا ھے ان ھستیوں میں "ماں" اس کائنات کی سب سے اھم ھستی ھے ممتا کی یہ بے لوث وادی انسانی نشونما کے لئے قدرتی طور پر اس قدر وسیع اور حیات بخش ھے کہ

اس کا کوئی ثانی نھیں۔ ھماری ماں " ماں صاحبہ بی بی عرف سیدہ بی بی جان صاحبہ مرحومہ "معصومیت کی بھاروں سے مزین ممتا کی ایک مثالی وادی تھیں جن کے دامن میں کھلنے والے گلوں پر ان کے ایثار و قربانیوں کی چادر اس قدر سایا فگن تھی کہ کبھی موسمِ خزاں کا احساس تک نھیں ھوا۔ معصومیت ان کی شخصیت کا خاصہ تھی، دور رواں میں ایسی خواتین کی مثال ملنا دشوار ھے۔

ھر خاص و عام کی آمد ورفت کے اس جھانِ دراز میں چند ایسی ھستیوں بھی ھیں جن کے کارھائے نمایاں نے جھاں انسانی ارتقاء و بقاء کے لئے اپنی حیات کا ایک ایک لمحہ صرف کر دیا وھیں باعمل مقبول ھو کر خدا کے بھی منظورِ نظر ھو گئے ملتِ مھدویہ ایسی بزرگ ھستیوں کی عظیم الشان کھکشاں ھے۔ اس ملت کے ماضی پر نظر ڈالی جائے تو بے شمار بزرگوں کے چھرے قلب و ذھن کے قرطاس پر منور ھو جاتے ھیں، ان میں حضرت مشائخ سید اللہ بخش صاحب اسحاقیؒ عرف حکیم خداد میاں صاحب بھی ایک مثالی بزرگ گزرے ھیں دائرۃ الاسلام چن پٹن میں آپ انگور کی بیل والے میاں کے نام سے مشھورتھے آپ صاحبِ رشد و ھدایت کے علاوہ اپنے دور کے معروف حکماء میں شمار ھوتے ھیں آپ پابندِسوم و صلوٰۃ اور اپنے بزرگوں کے عقائد پر من و عن قائم رکھ کر شب و روز عبادتوں میں مشغول رھا کرتے تھے اس کے علاوہ خدمتِ خلق آپ کاخاصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو

ِ نرینہ اولاد بخشی تھی ان میں بڑے فرزند فقیر سید محمد ابجی میاں صاحب، فقیر سیدباوا صاحب میں صاحب اور چھوٹے فرزند فقیر سید خدا بخش صاحب عرف گورے میاں مرحوم ھیں، گورے میاں صاحب مرحوم کے تین فرزندوں میں بڑے فرزند حکیم فقیر جی سید مصطفٰی صاحب مرحوم، فرزندِ دوم فقیر سید محمود صاحب مرحوم، فقیر سید زین العابدین صاحب مرحوم (والدِ جناب سید یعقوب اسحاقی ذکی و برادراں) ھیں۔ حکیم جی سید مصطفٰی صاحب اسحاقی مرحوم کی چار بیٹیاں اور ایک بیٹا (سید اللہ بخش عرف بابو) ھیں، جن میں ھماری والدہ " سیدہ بی بی جان صاحبہ مرحومہ" سب سے بڑی بیٹی ھیں، مرحومہ خانداں میں ماں صاحبہ بی بی کے نام سے یاد کی جاتی تھیں۔ یہ اس دور کی بات ھے جسے قحط اور بھوک مری کا زمانہ کھا جائے تو بے جانا ھوگا، اپنے میکے میں ان کی زندگی فقر و فاقے، صبر و تحمل کی زندگی رھی ھے، غذا کے نام پر جس دن جو میسر ھو خدا کا شکر ادا کرکے نوش کر لینا اور صبر کرنا ان کا خاصہ تھا، گھر کی چار دیواری میں ان کی تعلیم و تربیت ھوئی جس کی وجہ زمانے کی مفاد پرستی کی گرد سے ان کا دامن پاک رھامعصومیت کا یہ عالمتھا کہ اپنے سسرال کو ایک اٹوٹ حصہ مانتی تھیں، صبر و تحمل سے ھمیشہ یہ کھا کرتی تھیں کہ میں جس گھر میں بیاھی گئی ھوں اس گھر میں میرے مرتے دم تک مین اندھیرا پڑنے نھیں دوں گی ،اس گھر میں چراغ جلتا رھے یھی میری زندگی کا

ماحصل ہے اپنی اس روش پر وہ مرتے دم تک قائم رھیں، اپنے میکے کا زمانہ ہو یا اپنے سسرال کا دور کبھی کوئی رنج یا ملال ان کے چھرے سے عیاں نہیں ھوا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تین بیٹے (سید عبدالکریم عرف مھدوی کریم ،سید خدا بخش، سید یحییٰ) اور ایک بیٹی (سیدہ فروخ نکھت)عطا کی، جن کی پرورش اور دیکھ بھال ایک ماں ایک نیک سیرت خاتون کی ایثار و قربانی کی زندہ مثال ھیں۔ اپنی تمام زندگی میں کسی سے کوئی شکوہ رھا نا گلہ زندگی نے اپنے حصے میں جو کچھ دیا اسے خدا کا عطیہ سمجھ کر بد حالی میں بھی خوش حالی جیسی زندگی گزاردینے والی اس پیکر خلوص و معصومیت نے اپنی عمر کے 67 سال میں اس دار فانی کو الوداع کھا، اب اُس ھستی کے بارے اور کیا لکھیں جس کے قدموں تلے ھمارے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت رکھ دی ھے اور وہ جنت ھمیں دنیامیں ھی مل گئی۔ گذارش ھے کہ ان کے حق میں دعا کریں کہ خدائے برتر انھیں جنت عطا کرے اور اپنے دیدار سے مشرف فرمائے۔

۔آمین ثمہ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُمُّ الْمُصَدِّقِیْنُ، خَدِیْجَہءِ وِلَایَتْ

حضرتہ بی بی

الہ دیتی

رضی اللہ عنہا

ام المصدقین والمومنین، خدیجہء ولایت حضرتہ بی بی عطیۃ اللہ المعروف الہ دیتی یا الہدادی رضی اللہ عنہا[1] حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی پہلی زوجہ تھیں۔ علم ظاہری حاصل کرنے کے بعد جب حضرتؑ کی عمر انیس (19) سال ہوئی تو آپؑ کے چچا میاں سید جلال الدینؒ کی صاحبزادی حضرتہ بی بی الہ دیتیؓ سے آپ کی زوجیت کی نسبت قرار پائی، اِس معصومہؓ کا عقد نکاح آپؑ کے ساتھ ہوا۔[2] جب حضرت امامؑ کی عمر بیس (20) سال ہوئی، تو آپ کی دختر حضرتہ بی بی بڈھنؓ پیدا ہوئیں۔ اور بائیس (22) سال کی عمر میں آپؑ کے خلفِ ارشد حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ پیدا ہوئے[3]

[1] المہدی موعودؑ۔ صفہ 179 [2] مولود میاں شاہ عبدالرحمٰن، صفہ 22۔ [3] والیانِ ولایت، حصہ اوّل صفہ 23۔

والئی گوڑ راجہ دلپت کے ساتھ والئی جون پور سلطان حسین شرقی کی جنگ کے بعد حضرت امام علیہ السلام پر الوہیت کے جذبے کی حالت ایسی چھائی رہی، کہ آپؑ کو اِس عالم کی کوئی خبر نہیں رہتی تھی۔ مگر اذاں کی آواز سن کر آپؑ تھوڑی دیر ہوشیار ہوجاتے، اور فرض نماز ادا کرنے کے بعد پھر اُسی طور آپؑ کے ہوش گم ہوجاتے۔ سات سال تک یہی حال رہا کہ آپؑ نے کچھ نہیں کھایا اور ایک قطرہ پانی بھی نہ چکھا۔ لیکن اس عرصہ میں کوئی فرض فوت نہیں ہوا، اور کوئی حرکت خلاف شرع آپؑ سے صادر نہیں ہوئی۔۔۔۔ ایک روز آپؑ کی زوجہء محترمہ حضرتہ بی بی الہ دیتی رضی اللہ عنہا نے نماز کے وقت، جب حضرتؑ ہوشیار تھے، نہایت عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ ’’میراں جیؑ! کئی سال ہوچکے ہیں کہ کوئی غذا آپؑ کے قالب (جسم) نہیں پہنچی ہے۔ کیا حال ہوگا؟‘‘ حضرت امام مہدی موعودؑ نے جواب میں فرمایا کہ ’’جو کچھ بندے کی غذا ہے، بندے کو پہنچتی ہے‘‘۔[1]

یہ جذبہ حضرت امام علیہ السلام کو بارہ سال رہا۔ پہلے سات سال تو کچھ نہیں کھایا۔ باقی پانچ سال میں کبھی کبھی کچھ کھالیا کرتے تھے۔ اکثر لوگ حضرتؑ کا بارہ سال کچھ نہ کھانے کا یقین نہیں کرتے۔ لیکن شیخ الرئیس عبداللہ

[1] شواہد الولایت۔ صفہ 48

ابن سینا، جو ایک بہت بڑے حکیم تھے، اپنی کتاب 'اشارات' میں فرماتے ہیں کہ ''عارف اپنی عادتی قوت کو ایک معمولی مدت تک روک لینے کی اگر تم خبر سنو، تو تم اُس کو سچ جانو، اور خیال کرو کہ یہ امر غیر معمولی معمولی نہیں ہے، بلکہ طبعیات میں مشہور ہے۔ اور اِس کی وجہ (آپ یہ) فرماتے ہیں کہ جب قوائے طبعیہ (طبعی قوتیں) عمدہ عمدہ معلومات میں مشغول ہوجاتی ہیں، تو وہ رویِ اسباب جو اُن میں موجود تھے، بالکل ہضم ہوجاتے ہیں، اور یہ عمدہ اسباب، جو نہایت محمود ہیں، بالکل تحلّل (گھُل جانا) کو قبول نہیں کرتے۔ نیز اُن کے بدل کی ضرورت طبعیت کو نہیں ہوتی۔ پس اکثر اوقات ایسی صفت سے موصوف شخص ایک طویل مدت تک غذا کو چھوڑ دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص اِس حالت کے سوائے دوسری حالت میں اِس مدت کے دسویں (10) حصے سے ایک حصے میں بھی غذا کو ترک کردے گا، تو مرجائے گا۔ مگر یہ شخص جو صفات محمودہ سے موصوف ہے، اور جس میں اسباب محمودہ اکٹھے ہیں، کمزور بھی نہیں ہوتا، بلکہ اُس کی قوت ہمیشہ محفوظ رہتی ہے۔'' حضرت مولانا فخرالدین رازیؒ نے بھی اپنی کتاب 'شرح اشارات' میں اسی مذہب کو اختیار کیا ہے۔ حکیم محقق طوسیؒ نے بھی اِس کی صراحت

فرمائی ہے۔ شیخ شہاب الدین اشراقی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عارف کے دل کا خزانہ الٰہی معلومات اور ملکوتی حقایق سے بھر جاتا ہے، اُس کو غذا کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح حکمائے اشراقین کے مقولے بھی ہیں، جن کا قدر مشترک یہ ہے کہ ایک طویل مدت تک بے غذا رہنا امر عادی اور اکثری ہے۔ [1]

اِسی جذبہ میں ایک مدت دراز کے بعد ایک روز حضرت بی بی الہ دیتی رضی اللہ عنہا نماز کے وقت حضرت امام مہدی موعودؑ سے دریافت فرمایا کہ ''میراں جیؑ! کیا حال ہے، جس کے سبب آپؑ اپنے آپؑ سے اور سارے جہان سے بے خبر رہتے ہیں، اور ہوشیار نہیں رہ سکتے۔'' حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ''حق تعالیٰ کی طرف سے الوہیت کی تجلی پے در پے ایسی ہوتی ہے کہ اگر اِن دریاؤں سے ایک قطرہ کسی نبیٔ مرسل یا ولیِ کامل کو دیا جائے تو تمام عمر کوئی آگاہ ہی نہ رہے۔ حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ 'اے سید محمدؐ! اِس واسطے سے کہ ہم نے تجھے خاتمِ ولایت محمدی کیا ہے، تجھ سے فرائض ادا کرواتے ہیں۔ یہ ہمارا احسان اور فضل تجھ پر ہے'۔''

حضرت امام مہدی علیہ السلام پر جذبہ بارہ سال تک رہا۔ پہلے سات

[1] سوانح مہدی موعود صفحہ 14-15

سال جب گذر گئے ،تو حضرت حبیبِ ذوالجلال علیہ السلام نے ایک رات عشاء کے وقت پینے کے لئے پانی طلب فرمایا۔ حضرتہ بی بی الہ دیتیؓ پانی لے آئیں۔ لیکن بی بیؓ کی واپسی سے پہلے حضرت امامؑ پر پھر جذبہ طاری ہو گیا۔ یہاں تک کہ صبح ہونے کو آئی۔حضرت امامؑ صبح کی نماز کے لئے ہوشیار ہوئے ،اور دیکھا کہ بی بی الہ دیتیؓ پانی کا کٹورہ لئے کھڑی ہیں۔حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ''اب پانی لائی ہو؟'' حضرتہ بی بیؓ نے عرض کیا کہ ''جی! نہیں۔میراں جیؑ ! عشاء کے وقت سے پانی لے کر کھڑی ہوں۔'' اِس کے بعد حضرت امام مہدیؑ نے فرمایا کہ ''وضو کے لئے پانی لاؤ۔'' بی بیؓ فوراً وضو کا پانی لے آئیں۔

اِس سے پہلے جذبے ہی کی حالت میں حضرتہ بی بی الہ دیتیؓ حضرت امامؑ کو وضو کرواتی تھیں۔یعنے آپؓ یاد دلاتی تھیں کہ ''میراں جیؑ ! ہاتھ دھوئیے۔'' ''میراں جیؑ ! منہ دھوئیے۔'' ''میراں جیؑ ! پاؤں دھوئیے۔'' یہی عادت جذبے کے پہلے سات سال کی رہی۔لیکن اُس صبح حضرت امامؑ نے وضو کے لئے پانی منگوایا تو اپنی ہی یادداشت سے وضو پورا کیا،اور شکرانے کا دوگانہ ادا فرمایا۔

نیز آپؑ نے حضرت بی بی رضی اللہ عنہا کے لئے دعا فرمائی کہ ''اے بارِخدا! جس طرح اس بی بیؓ نے میری خدمت کر کے مجھے آرام پہنچایا ہے،تو اِس (بی بیؓ) کو اپنے دیدار سے محظوظ فرما۔''

اللہ تعالیٰ کے فرمان سے حضرت بندگی میراں سید محمدؑ خاتم ولایت محمدیہ نے حضرتہ خدیجہء زماں بی بی الہ دیتی رضی اللہ عنہا کو یہ واضح بشارت بھی عطا فرمائی کہ ''قیامت کے دن جس کسی کو بہرہء خاتمِ ولایت محمدیؑ عطا ہوگا۔سب کی مجموعی مقدار حضرتہ بی بیؓ کو دی جائے گی۔'' کیوں کہ بی بیؓ نے صاحبِ فیضان (یعنے امام مہدی) علیہ السلام کی پاسبانی کی،تو خلق اِس ذاتِ فایض (یعنے امام مہدیؑ) کے فیض سے بہرہ مند ہوئیں۔

حضرتہ بی بی الہ دیتی رضی اللہ عنہ، نے حضرت امام مہدیؑ کے کھانے کا حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ آخر کے پانچ سالوں میں پانی ، غلہ ، روغن اور گوشت کی جملہ مقدار جو حضرت امامؑ کے جسم میں پہونچی،کوئی سترہ سیر ہوئی۔

جذبے کے ابتدائی سات سالوں میں حضرت امامؑ نے کچھ کھایا ہی نہیں۔[1]

حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جونپور

[1] شواہدالولایت،صفحہ 50-47 ملخصاً (خلاصہ)۔

سے ہجرت فرمائی، تو آپؑ کا پہلا پڑاؤ دانا پور کے جنگل میں ہوا۔ یہاں حضرتہ بی بی الہ دیتیؓ نے معاملہ (خواب) دیکھا، جس میں حق تعالیٰ کی جانب سے آپؓ کو اطلاع دی گئی کہ ''ہم نے تمہارے شوہر (حضرت امامؑ) کو خاتم ولایت محمدیؐ کیا ہے۔ تم اُس کی تصدیق کرو۔'' بی بیؓ نے کئی بار اِس آواز کو سنا اور ضبط کرتی رہیں۔ بعد ازاں ایک دن بی بیؓ نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا، حضرت امامؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت امام علیہ السلام نے معاملے کا سارا حال سنا اور اِس حال کو ثابت رکھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ''اکثر اوقات جسکو بھی واہب العطیات (خدائے تعالیٰ) کی طرف سے معلوم ہوتا ہے کہ'' ہم (یعنے خدائے تعالیٰ) نے تجھکو مہدی موعودؑ کیا ہے۔ لیکن جب اِس امر کے ظہور کا وقت آئے گا، اُس کا اظہار ہو جائے گا۔'' اِس کے بعد حضرتہ بی بیؓ نے حضرت امامؑ کی قدمبوسی کی، اور عرض کیا کہ ''میراں جیؑ! اِس سے پہلے مجھ سے کوئی تقصیر ہوئی ہے، تو معاف فرمایئے، اور گواہ رہیئے کہ میں (حضرت) میراں (مہدی موعودؑ) کی تصدیق کرتی ہوں، اور ذات (حضرت محمد) مصطفٰے صلعم کی مانند خوندکار کی عظمت کرتی ہوں، اور خوندکار کے ساتھ عقیدت رکھتی ہوں۔''

حضرت امام مہدی موعودؑ پر ایمان لانے والی اور تصدیق کرنے والی آپؓ پہلی خاتون ہیں، جیسے حضرتہ خدیجتہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضرت رسول اللہ صلعم پر ایمان لانے والی پہلی خاتون تھیں۔

جب حضرت بندگی میراں سید محمودؓ کو حضرت امام مہدی موعودؑ اور حضرتہ بی بی الہ دیتیؓ کی گفتگو خیمے کے باہر سے سنائی دی آپؓ کو حق تعالیٰ کا جذبہ ہو گیا، اور مست و بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرتِ امامؑ نے آ کر اپنے فرزند ارجمند کو گود میں اٹھالیا، اور خیمے میں لے آئے۔ حضرتہ بی بیؓ کا ہاتھ حضرت بندگی میراں سید محمودؓ کے سینے پر رکھ کر حضرت امامؑ نے فرمایا کہ ''دیکھو! بھائی محمودؓ کا گوشت، پوست، خوں اور استخواں (ہڈیاں) تمام الااللہ ہو چکا ہے۔ اِس کے بعد آنخضرتؑ نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر اُس فرزند کے سینے پر رکھا اور فرمایا کہ ''جو کچھ یہاں ڈالا گیا ہے، وہاں بھی ڈالا گیا ہے۔'' حضرت امامؑ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ جب حضرت میراں سید محمودؓ ہوشیار ہوئے، تو انہوں نے بھی اپنا واقعہِ حال اُسی طرح بیان فرمایا، جیسا کہ حضرتہ بی بیؓ نے عرض کیا تھا۔ اور حضرت امامؑ کی مہدیت کی تصدیق فرمائی۔ ۱؎

۱؎ شواہد الولایت، صفہ 51-53 ملخصاً۔

جِس زمانے میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام چاپانیر میں سلیم خاں کی ایک مینار کی مسجد میں مقیم تھے، حضرتہ ام المصدقین بی بی الہ دیتی رضؓ بیمار ہو گئیں، اور اُسی مقام پر اُسی بیماری سے ذی الحجہ 891 ہجری کی تین (3) تاریخ کو آپ رضؓ کا انتقال ہو گیا۔ انتقال سے پہلے حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام حضرتہ بی بی رضؓ کی عیادت کے لئے تشریف لائے، اور بی بی رضؓ سے حال دریافت کیا۔ حضرتہ بی بی الہ دیتی رضؓ نے کہا کہ ''میراں جی ؑ! بارہ سال ہوتے ہیں، میں نے خدا کو دیکھے بغیر سجدہ نہیں کیا۔'' حضرتہ بی بی رضؓ نے یہ بھی عرض کیا کہ ''میراں جی ؑ! جو کچھ میرا (مال) ہے، تمام فقراء میں سویت کر دیں''۔ پھر بی بی رضؓ کا انتقال ہو گیا۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔

انتقال کے بعد حضرتہ بی بی رضؓ کے ڈوپٹے میں سے سونے کی ایک اشرفی نکلی۔ یہ بات حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کو معلوم کرائی گئی۔ آپ ؑ نے حکم صادر فرمایا کہ ''اِس (اشرفی) کو گرم کر کے بی بی کے جسم پر داغ دیں''۔ یہ بات حضرت بندگی میاں سید سلام اللہ رضؓ کو معلوم ہوئی۔ وہ قبر کھدوانے گئے تھے، دوڑتے ہوئے آئے، اور کہا کہ ''یہ سکہ حضرتہ بی بی الہ دیتی رضؓ کا نہیں ہے۔ حضرتہ

بی بی فاطمہ رضؓ (دخترِ مہدی موعودؑ) کا ہے''۔ یہ سن کر حضرت امام مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ ''جس کا ہے، اُسی کو دیدو۔ داغ دینے اِس لئے کہا تھا کہ (بی بی رضؓ) آخرت میں داغ سے بچ جائیں''۔ [1]

حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ ''بندے ؑ کو بھی معلوم تھا کہ بی بی رضؓ مفلس تھیں، خدا کے سوا کچھ نہیں رکھتی تھیں، لیکن بندہ ؑ شریعتِ محمدی ﷺ کا تابع ہے''۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! حضرت امام مہدی موعودؑ کا مدّعا (مقصد) تو یہ ہے! (مال و دولت اور دنیا کا ترک کرنا)۔ (برخلاف اِس کے) منکرینِ مہدی ؑ کو انتظار اِس کا ہے کہ حضرت امام مہدی ؑ آ کر زمین سے مال نکال کر تقسیم کریں گے۔ یہ بات دین داری کے خلاف ہے۔ کتاب شرح تعرّف میں کشفِ خواطر کے باب میں مرقوم ہے کہ اہلِ صفہ میں سے ایک صحابی کی رحلت ہوئی، اور اُن کی گدڑی میں صحابہ رضؓ نے ایک دینار پایا۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس کی خبر دی گئی، تو آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''اُن (صحابی رضؓ) کو ایک داغ دو۔'' نیز حدیث شریف ہے کہ ایک اور صحابی رضؓ اہل صفہ کا انتقال ہوا، اور انہوں نے دو دینار چھوڑے تھے۔ تو حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ '' اِن (

[1] والیانِ ولایت، صفہ 66۔ [2] حضرت بندگی میاں سید سلام اللہ رضؓ حضرتہ بی بی الہ دیتی رضؓ کے حقیقی بھائی تھے۔

دیناروں) کو آگ میں گرم کر کے دو (2) داغ دو۔'' ۱؎

حضرتہ بی بی الہ دیتی رضی اللہ عنہا کو مسجدِ ایک مینار سے مشرق کی طرف ڈونگری کے پہاڑ کے دامن میں دفن کیا گیا۔ حضرت بندگی میاں سید سلام اللہؓ نے تدفین کے بعد چند پتھر جمع کئے، تاکہ قبر کا نشان رہے۔ لیکن حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''کیا ضرورت ہے؟ بی بیؓ قبر میں نہیں ہیں۔ اِس بندےؑ نے اِس ہاتھ دیا، خدا نے اُس ہاتھ لیا۔'' حضرتہ بی بیؓ کی تدفین کے بعد حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے شربت تیار کروا کر سب کو پلایا، اور اُن فقراء میں، جو موجود تھے، پیسوں کی سویت کی۔ یہ طریقہ آج تک قوم مہدویہ میں رائج ہے۔ ۲؎

حضرتہ بی بی الہ دیتی رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سے سویت کا طریقہ حضرت رب العزت جلِّ جلالہٗ کے حکم سے جاری ہوا۔ ورنہ سب فقرائے کرام اور اہل وعیال ایک ہی دیگ سے کھاتے تھے۔ ۳؎ بی بیؓ کے انتقال کے بعد حضرت امام مہدی موعودؑ نے فرمایا صحابہؓ سے کہ ''تمہاری ماں مرگئی ہیں، اب اپنے کھانے کا انتظام آپ کرلو۔''

۱؎ شواہد الولایت، صفہ 71۔ ۲؎ والیان ولایت حصہء اول، صفہ 67-66 ۳؎ شواہد الولایت، صفہ 72۔

حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے بی بی رضی اللہ عنہا کی شان میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں:۔ آپؑ نے فرمایا کہ ''ہماری آن میں (یعنے جاودانی شان وشوکت میں) حضرتہ بی بیؓ کا تیسرا حصہ ہے۔'' (۲) حضرت امامؑ نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن جس جس کو جتنا جتنا ولایت کا بہرہ (حصہ) دیا جائے گا، حضرتہ بی بی الہ دیتیؓ کو اُن سب کی مقدار کے موافق دیا جائے گا۔'' (۳) حضرتؑ نے فرمایا کہ ''جس نے بی بیؓ کی خدمت کی، وہ برگزیدہ ہوگیا۔'' (۴) حضرتؑ نے فرمایا کہ ''جس نے بی بیؓ کی صحنک (رکابی) چاٹی، وہ برگزیدہ ہوگیا۔'' وغیرہ۔

حضرتہ بی بی الہ دیتی رضی اللہ عنہٗ نے وصیت فرمائی تھی کہ ''جو کچھ میرا اہے، وہ فقیروں میں سویت کردو۔'' حضرتہ بی بیؓ کے پاس دنیا کا مال و دولت، کچھ نہ تھا۔ (ایک تنکہ جو حضرتہ بی بیؓ کے کپڑوں سے برآمد ہوا تھا، وہ بھی بی بیؓ کا نہ تھا)۔ اگر کچھ تھا، تو وہ ولایت محمدیؐ کا فیض تھا۔ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے حضرتہ بی بیؓ کی وصیت کے مطابق اُس فیض کو تقسیم فرمایا۔ اُسی روز سے قوم مہدویہ میں بہرہء عام کا طریقہ شروع ہوا کہ ہر بزرگ کے عرس کے

ایک روز پہلے اُن بزرگ کے جانشین، ان (بزرگ) کا فیض عوام میں تقسیم کرتے ہیں۔ ۱؎

بہرہء عام خصوصیاتِ مہدویہ میں ہے۔ اس کا پورا نام ''بہرہء فیض ولایتِ محمدیہؐ مقیدہ برائے خاص وعام'' ہے۔ اول وآخر کے دو لفظ لے کر اِس کو بہرہء عام کردیا گیا ہے۔ بعض بزرگوں نے اِس کو ''بارِ عام'' بھی لکھا ہے۔ کسی بزرگ کے بہرہء عام سے مراد یہ ہے کہ اُن (بزرگ) کی وفات کے ایک دن پہلے اُن (بزرگ) کے فیض کی یادگار میں آسانی سے میسر آنے والی غذا اُن (بزرگ) کے معتقدین میں اُن (معتقدین) کے درجوں کے مطابق علی السریہ (برابر برابر) تقسیم کی جاتی ہے یہ معتقدین کے علاوہ مریدین وحاضرین میں بھی تقسیم ہوتی ہے۔ مثلاً تارک دنیا اہل ارشاد کو چار مٹھی، طالبِ خدا کو تین مٹھی، کاسبوں، عورتوں اور بچوں کو دو دو مٹھی یا اُسی انداز کے موافق، جو بھی غذا تقسیم ہونی ہے، تقسیم کی جاتی ہے۔ اِس عمل کی ابتدا حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے حکم کے مطابق گروہ مہدویہ میں حضرتہ بی بی الہ دیتی رضی اللہ عنہا کے بہرہ عام ہی سے ہوئی ہے۔ ۲؎

۱؎ ولیانِ ولایت، حصہ اول صفہ 67۔ ۲؎ چراغ دین مہدیؑ، صفہ 72

نان ریزے کی تقسیم فعل ارشادی ہے، اور یہ فعل وہی مرشدین ادا کرتے ہیں جن کو اپنے مرشد سے اِس فعل کو ادا کرنے کا حکم ملا ہو۔ جب تک دائروں کی زندگی تھی، ہر بزرگ کے بہرہء عام کے موقع پر دائروں میں اور دائروں کے باہر رہنے والے کاسبین اور موافقین اور فقرائے کرام دائرے کے مرشد کے اجماع میں شریک ہوجاتے تھے۔ اور اس شرکت کو اپنے لئے سعادتِ دارین کا باعث جانتے تھے۔ یہاں تک کہ اِن (مہدویوں) کے دوست احباب بھی، جو مہدوی نہیں ہوا کرتے تھے، حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی ولایت و عظمت کے قائل ہوجاتے تھے۔ بہرہء عام کے اِن اجماعوں میں یہ غیر مہدوی بھی نہایت تعظیم واحترام کے ساتھ شریک ہوا کرتے تھے، اور کمال اعتقاد کے ساتھ نان ریزہ لے کر آنکھوں کو لگا کر کھاتے تھے۔ ایسی مثالیں زمانہء حال تک بھی دیکھنے میں آئی ہیں، بلکہ قیامت تک دیکھنے میں آتی رہیں گی۔ اِس سیدھے سادے عمل کے سوائے ہمارے یہاں (یعنے مہدویوں میں) کسی بزرگ کے عرس کے موقع پر نہ چراغاں ہوتا ہے اور نہ کسی قسم کی کوئی دھوم دھام ہوتی ہے۔ ۱؎

۱؎ چراغ دین مہدی۔ صفہ 72۔

بہرۂ عام کے مقصد کو حضرت بندگی میاں سید نصرت مخصوص الزماںؒ کے خلیفے حضرت سید یداللہ عرف بڑے شاہ میاںؒ کے فرزند میاں سید یحییٰؒ نے اِس طرح واضح فرمایا ہے:

''نقل ہے کہ ایک روز حضرت میاں سید یحییٰؒ نے میاں قاسم صاحبؒ سے فرمایا کہ 'میری نیت سے تھوڑا یا بہت، جو کچھ میسر ہو، کرو۔ اگر کچھ میسر نہ ہو، پانی کو عود دو۔ جو شخص اِس عود کے پانی سے ایک گھونٹ پئے گا، اُس کو نیک توفیق ہوگی، اور اس کا خاتمہ بخیر ہوگا۔'' ۱؎

حضرت امام مہدی موعود السلام کا مبارک بہرۂ عام صحابۂ امام مہدیؑ نے بالاجماع والاتفاق کیا ہے۔۔۔ چونکہ بندگی میاں سید خوندمیر، سید الشہداء صدیق ولایت رضی اللہ عنہٗ نے حضرت امام مہدیؑ کا بہرۂ عام مبارک کیا۔ اور آپؓ کے بعد آپؓ کے خلیفے بندگی ملک الہ دادؓ خلیفۂ گروہ نے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کا بہرۂ عام کیا، تو مرشدین قطبین (یعنے بندگی میاں شہاب الحقؒ اور بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدینؒ) نے بھی حضرت بندگی ملک الہ داد خلیفۂ گروہؓ کا بہرۂ عام کیا۔ اور جب حضرت خلیفۂ گروہؓ کے فرزند (

۱؎ تذکرۃ المرشدین۔ قلمی۔

حضرت ملک پیر محمدؒ)، جو بیابانِ حقیقت کے شیر تھے، خلیفۂ گروہؓ کا بہرۂ عام کرتے تھے، تو بندگی میاں شہاب الحقؒ اور بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدینؒ بہرۂ عام کا تبرک (نان ریزہ) لیتے تھے۔۔۔۔

جس طرح حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کا بہرۂ عام مبارک گروہ مہدویہ میں مسلسل ہوتا آیا ہے، اُسی طرح صحابۂ امامؑ کے بہرہ عام بھی مسلسل ہوتے آئے ہیں۔۔۔۔

چونکہ بہرۂ عام بھی افعال ارشادی سے ہے۔ لہذا اِس کی ادائیگی کے مستحق تارکین (دنیا) ہیں، کاسبین نہیں ہیں۔ ۱؎

بعض لوگ، جن میں بعض نادان مہدوی بھی شامل ہیں، یہ اعتراض کرتے ہیں کہ بہرۂ عام بدعت ہے۔ بہرۂ عام کی اصطلاح مہدویوں کی ایجاد ہے۔ اِس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ فیض کی تقسیم صرف مہدویوں میں ہے، اور عہد نبوت میں اِس کا رواج نہیں تھا۔ بعض بدعقیدہ لوگ تو یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ نعوذ باللہ! بہرہ عام ''بدعت'' ہے۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ ''(حضرت محمد صلعم) جو بولتے ہیں، اپنی طرف سے نہیں بولتے، بلکہ وہی

۱؎ حضرت میاں سید دلاور عرف گورے میاں صاحب، بیگم بازار، حیدرآباد کے ایک فتوے سے اقتباس۔

بولتے ہیں جوان کو وحی کی جاتی ہے۔'' [۱] حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ''مہدیؑ میری اولاد سے ہوگا، میرے نقش قدم پر چلے گا، خطانہ کرے گا۔'' تو سوال یہ ہے کہ جو کام حضرت امام مہدیؑ نے کیا ہے، وہ کیسے بدعت ہوسکتا ہے؟

حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''..... بندہ جو کچھ کہتا ہے یا کرتا اور پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم اور اُس کی اجازت سے کہتا، کرتا اور پڑھتا ہے، ..... مجھے اللہ کی جانب سے روزانہ تعلیم ہوا کرتی ہے۔ یہ بندےؑ کا حال ہے۔'' [۲]

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف سے فرمایا کہ 'میں بصیرت پر دعوت الیٰ اللہ کرتا ہوں (یعنے اللہ کی طرف بلاتا ہوں)، اور وہ بھی جو میرا تابع ہے۔'' خدا نے خبر دی ہے اُس کی (یعنہ تابع کی) اپنے نبی صلعم کے ذریعہ۔ پس مہدیؑ تابع رسول ہیں، اور وہ (یعنے رسول اللہ صلعم) اپنی دعوت الیٰ اللہ میں معصوم ہیں۔ پس آپؐ کے تابع (یعنے مہدی موعودؑ) بھی معصوم عن الخطا ہیں، کیوں کہ وہ آپؐ کے نقش قدم پر چلیں گے۔ [۳]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے حضرتہ بی

[۱] قران، سورۂ نجم، آیت ۳،۴۔ [۲] نقلیات میاں عبدالرشیدؒ۔ روایت ۹ صفحہ 6-5 (ترجمہ حضرت ابوسعید سید محمودؒ)۔ [۳] انصاف نامہ۔ صفحہ 17-16

بی الہ دیتیؒ کی بہرۂ عام کیا ہے، تو اپنی کسی خواہش کی بنا پر نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے، اور حضرت رسول مقبول صلعم کی عین اتباع میں بہرۂ عام کیا ہے۔

حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے دعویٰ مہدیت کے زمانے سے لے کر آج تک حضرت امامؑ پر یا مہدوی مذہب کے خلاف جو اعتراضات کیئے گئے ہیں، وہ یا تو اپنی لاعلمی کی وجہ ہیں یا فرامینِ حضرت امامؑ اور آپؐ کے صحابہؓ اور ان کے جانشینوں کے اقوال کو توڑ مروڑ کر پیش کر کے اپنی غلط بیانی کو بنا اعتراض بنایا ہے۔ اور اعتراض کیا ہے۔ ورنہ اعتراض کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔

بہرۂ عام میں بزرگوں کے فیض کی تقسیم ہوتی ہے، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اور حضرت رسول اللہ صلعم نے بھی اپنا فیض تقسیم کیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت رسول اکرم صلعم سے اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت کی کہ ''یا رسول اللہ صلعم میں آپؐ سے بڑی تعداد میں حدیثیں سنتا ہوں، مگر اُن کو یاد نہیں رکھ پاتا۔ اِس کا علاج بتلایئے۔'' اِس پر حضرت رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ ''اپنی چادر بچھاؤ۔'' حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنی چادر بچھائی۔ پھر حضرت رسول اکرم صلعم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے حضرت ابو ہریرہ کو کچھ

دیا۔اور فرمایا کہ ''اِس کو اپنے سینے پر مل لو۔'' حضرت رسول اللہؐ نے کیا دیا، اور حضرت ابوہریرہؓ نے کیا لیا۔ یہ کسی نے نہیں دیکھا، خود حضرت ابوہریرہؓ نے بھی نہیں دیکھا کہ کیا دیا گیا، اور کیا لیا گیا۔لیکن اِس کا نتیجہ نہ صرف حضرت ابوہریرہؓ بلکہ سبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ حضرت رسول اکرمؐ کے اس عمل کے بعد حضرت ابوہریرہؓ کو اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت نہیں ہوئی۔ [1]

حضرت ابوہریرہؓ نے کوئی پانچ ہزار حدیثوں کی روایت کی ہے۔آپ اصحاب الصفہؓ میں سے تھے۔ ہمیشہ حضرت رسول مقبول ﷺ کی صحبت اور خدمت میں رہتے تھے۔آپؓ نے ایک اور حدیث کی روایت کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپؓ نے حضرت رسول اللہؐ سے علم کے دو برتن حاصل کئے۔ان میں سے ایک کو عوام میں پھیلا دیا، اور کہا کہ اگر دوسرے کو پھیلائیں تو آپؓ کا گلا کٹ جائے گا۔ پہلا علم شریعت کا اور دوسرا علم ولایت وطریقت ومعرفت وحقیقت کا ہے۔حضرت رسول اکرم صلعم شریعت کا علم پھیلانے پر مامور تھے، اور ولایت کا علم حضرت امام مہدی موعود السلام نے پھیلایا۔حضرت رسول اکرم صلعم نے بھی ولایت کی باتیں اپنے بعض خاص اصحاب رضی اللہ عنہم کو بتائیں۔ لیکن

[1] تدریب الداوی۔جلد۲،صف 192 بہ حوالہ جریدۂ جدید البیان، ستمبر 1999ء صف 47۔

حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے ولایت کی باتیں عوام الناس کو بتائیں۔ رسول اللہ صلعم نے شریعت کے سوا ولایت کے چند علوم بعض خاص خاص صحابیوںؓ کو بتائے تھے۔اور آپؐ نے نبوت کا جو فیض تقسیم فرمایا تھا، وہ بھی خاص تھا۔اس لئے یہ حضرت رسول اللہ صلعم کا بہرہ خاص تھا۔اور حضرت امام مہدیؑ کا فیض بہرہ عام بن گیا۔

ابتداء میں بہرہ عام میں صرف فیض کی تقسیم ہوتی تھی۔لیکن حضرت بندگی ملک الہداد خلیفۂ گروہؓ نے نان ریزے کی بنیاد ڈالی۔ بہرۂ عام کے دن حضرت ملک الہ دادؓ نے گھر میں پُچھوایا کہ آیا تقسیم کے لئے کچھ ہے؟ کچھ روٹیاں (نان) تھیں۔جو تقسیم کے لئے بھیجی گئیں۔ان کے ٹکڑے تقسیم کئے گئے۔اِس طرح نان ریزہ کا نام پڑ گیا، جو اب تک جاری ہے۔

روٹی کے ٹکڑوں کا ذکر آیا ہے، تو یہ امر دلچسپی کا باعث ہوگا کہ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب دو روایتیں دیکھنے میں آئیں، اِن کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر کہا کہ ''مجھے اِس بھیڑ (لوگوں کے مجمع) پر ترس آتا ہے، کیوں کہ یہ لوگ

تین دن سے برابر میرے ساتھ ہیں، اور اُن کے پاس کھانے کو کچھ نہیں، اور میں اُن کو بھوکا رخصت کرنا نہیں چاہتا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ راستے میں تھک کر نہ رہ جائیں۔'' شاگردوں نے کہا کہ ''بیابان میں ہم اتنی روٹیاں کہاسے لائیں کہ ایسی بڑی بھیڑ کو سیر کر سکیں (یعنے پیٹ بھر کر کھلاسکیں)؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں؟'' انہوں نے کہا کہ ''سات روٹیاں اور تھوڑی سی مچھلیاں ہیں۔'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ ''لوگوں کو زمین پر بیٹھاؤ۔'' آپؑ نے ان سات روٹیوں اور مچھلیوں کو لے کر (اللہ کا) شکر ادا کیا اور اُن روٹیوں کو توڑ توڑ کر شاگردوں کو دیتے گئے۔ اور شاگرد روٹیوں اور مچھلیوں کے ٹکڑے لوگوں کو دیتے گئے۔ اور سب کھا کر سیر ہوگئے۔ بچے ہوئے ٹکڑوں سے بھرے ہوئے سات ٹوکرے بھر گئے۔ کھانے والے چار ہزار مرد تھے۔ اِن کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی تھے۔؎1

دوسری روایت یہ ہے:۔

جب دن ڈھلنے لگا، تو ان بارہ (شاگردوں) نے آکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ''بھیڑ (مجمع) کو رخصت کر دیجیئے، تا کہ چاروں طرف کے گاوں

؎1 انجیل۔متی 15۔ 32 تا 39۔

اور بستیوں میں جا کر ٹھہریں۔ اور کھانے کے تدبیر کریں، کیوں کہ ہم یہاں ویران جگہ میں ہیں۔'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ''تم ہی انہیں کھانے کو دو۔'' شاگردوں نے کہا کہ ''ہمارے پاس پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے زیادہ کچھ موجود نہیں، مگر ہاں! ہم جا کر اِن سب لوگوں کے لئے کھانا مول لے آسکتے ہیں۔ کیوں کہ وہ پانچ ہزار کے قریب لوگ ہیں۔'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ ''اِن (لوگوں) کو پچاس پچاس کے گروہوں میں بٹھاؤ۔'' شاگردوں نے حضرتؑ کے حکم کے مطابق ٹکڑیاں بٹھائیں۔ پھر حضرت عیسیٰؑ نے وہ پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں لیں، اور آپؑ نے آسمان کی طرف دیکھ کر دعا فرمائی، اور توڑ توڑ کر اپنے شاگردوں کو دیتے گئے۔ تا کہ روٹی کے یہ ٹکڑے لوگوں کے سامنے کھانے کے لئے رکھیں۔ اُن لوگوں نے سیر ہو کر کھالیا، اور ان کے بچے ہوئے ٹکڑوں کی بارہ ٹوکریاں بچ گئیں۔؎1

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے تھے۔ اور حضرتؑ نے اپنی نبوت کے فیض سے عوام الناس کو سرفراز فرمایا تھا۔ اِن روٹیوں کے ٹکڑوں کو بھی نان ریزہ کہا جاسکتا ہے۔

؎1 انجیل۔لوقا 9۔ 17 تا 12۔

بہرۂ عام کے روز چنے ،بلر، لوبیا اورگیہوں بزرگوں کی نیت سے پکوا کراُن کونان ریزے کے نام سے تقسیم کرنے کا عمل قدیم سے چلا آ رہا ہے۔میٹھائی، کھجور، پوریاں (یہ دونوں ایک قسم کی مٹھائی ہیں) لاکر تقسیم کرنے کا عمل نہیں۔ چنانچہ تاریخ سلیمانی میں لکھا ہے کہ ’’جب حضرت بندگی ملک الہداد خلیفۂ گروہؓ کے زمانے میں آپؓ کے دائرے میں بہت اضطرار ہوا (یعنے فاقہ پڑا)،تواجماعِ بہرۂ عام کے روز گھونگھنیاں پکوا کر تقسیم کرتے تھے۔حضرت بندگی ملک الہدادؓ کے وصال کے بعد بھی حضرات قطبین مرشدین (یعنے حضرت شہاب الحق اورحضرت سید محمود سید نجی خاتم المرشدینؒ) نے بھی گھونگھنیوں کی تقسیم کی روش کو برقرار رکھا۔ بلکہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے گروہ کے تمام خانوادوں میں بھی گھونگھنیوں کی تقسیم کی روش ہمارے زمانے تک مقرر و مشہور ہوکر جاری رہی۔لیکن بعض بزرگوں نے صرف پانی کو عود دے کر تقسیم فرمایا ہے، کیوں کہ فقر وفاقہ کا یہ عالم تھا کہ اُن میں گھونگھنیاں پکانے کی بھی مالی سکت نہیں تھی۔‘‘ ۱

نان ریزہ تبرّک ہے، اوراس کا بہت احترام کیا جاتا ہے۔گروہِ پاک

۱ حضرت مولانا سید دلاور عرف گورے میاں صاحبؒ کے ایک فتوے سے اقتباس۔

میں اِس کی بڑی عزت وعظمت ہے۔ صرف کھانے کی چیز سمجھ کر اس کی عزت نہیں کی جاتی، بلکہ اِس کی عزت وعظمت بطور خاص اس لئے کی جاتی ہے کہ جس بزرگ کا بہرۂ عام ہوتا ہے،ان کا روحانی فیضِ ولایت تقسیم کیا جاتا ہے۔اور یہ فیض دارین کی بھلائی کا باعث ہوتا ہے۔

اب حضرت بی بی الہ دیتیؓ کے فرمان ’’میراں جیؑ ! بارہ سال ہوتے ہیں، میں نے خدا کو دیکھے بغیر سجدہ نہیں کیا‘‘، کے مفہوم ومراد کی کچھ بات ہوجائے۔

حضرت امام مہدی موعودؑ نے حکم دیا ہے کہ ہر مرد اور عورت پر طلبِ دیدارِ خدا فرض ہے، چشمِ سر یا چشمِ دل سے یا خواب میں خدا کو جب تک نہ دیکھے، مومن نہ ہوگا، مگر طالبِ صادق (پر بھی ایمان کا حکم ہے)۔ ۱

اِس روایت سے ظاہر ہے کہ دیدارِ خدا کے تین مرتبے ہیں:۔جس کو دیدارِ چشمِ خواب حاصل ہو، اس کو ظالم نفس اور اندک فنا (فنا میں کمی) کہتے ہیں۔ایسے شخص کوملکوتی مقام سے کچھ تعلق اور باقی ناسوت سے علاقہ ہوتا ہے۔ اِس مرتبے کا نام علم الیقین بھی ہے۔(حاشیہ انصاف نامہ)۔اور ظالم نفس دنیا اور

۱ عقیدہ شریفہ، نقلیات میاں عبدالرشید۔روایت188۔صف129۔

دنیا کی لذتوں اور ناسوت کے تمام لوازمات کو ترک کیا ہوا ہوتا ہے (ثمرہ آیات)۔

جو شخص دیدارِ چشمِ دل کے مرتبے پر فائز ہو۔ وہ مقتصد یعنے میانہ رو اور نیم فنا کہلاتا ہے۔ اس کو جبروت سے اندک میلان (میلان یعنہ توجہ)، اور باقی تعلق ملکوت سے ہوتا ہے۔ عین الیقین اسی مرتبے کا نام ہے۔ (حاشیہ انصاف نامہ) ایسا شخص بھلائیوں کا قصد رکھنے والا، اللہ کی عنایت اور اُس کی ہدایت کا فیض یافتہ، اور دنیوی خطروں اور نفسانی لذتوں پر غالب ہوتا ہے۔ (ثمرہ آیات)۔

سر کی آنکھ سے دیدار پانے والا سابق بالخیرات یعنے نیکیوں میں سبقت (دوسروں کے مقابلے میں آگے ہونے) کرنے والا کہلاتا ہے۔ یہ شخص لاہوتی اور کامل فنا ہوتا ہے۔ نیز حق الیقین کا مرتبہ اُس کو حاصل ہوتا ہے۔ (حاشیہ انصاف نامہ)۔ یہ اللہ کی محبت میں ہر طرح سے پیش قدمی کرنے والا، اور اللہ میں واصل ہونے (مِل جانے) والا ہوتا ہے۔ اللہ کی ذات میں اس کو سیر حاصل ہوتی ہے (ثمرہ آیات)۔[۱]

[۱] تصدیق وعمل، صف 147۔

حضرت امام مہدیؑ فرماتے ہیں کہ ”اِس بندے کے بعد چپڑی چوندھلی بنیائی تو بھی حاصل کرکے زندہ رہو“ (حاشیہ انصاف نامہ) حدیث شریف میں ہے کہ ”مومنوں کو اللہ کے دیدار کے بغیر راحت نہیں۔ (شفاء المومنین)

دیدار خدا کی راہ میں آٹھ حجاب ہیں:۔

(۱) دنیا کی طلب۔

(۲) اہل دنیا سے میل جول۔

(۳) نفس (اِس سے ہمیشہ مجاہدہ کرنا ہوتا ہے)۔

(۴) شیطان (شیطان کی شرارتوں سے ہمیشہ خدا کی پناہ مانگنا)۔

(۵) روٹی۔

(۶) طالب کا وجود۔ (۷) علم ظاہر۔

(۸) خدا کے دیدار کی طلب میں شرم (جو مرشد حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے بہرے سے مرید کو فیض یاب نہ کرسکے، اُس کو چھوڑ کر دوسرے مرشِد کو پکڑنے میں شرم کرنا بھی خدا کے راستے میں حجاب کا باعث ہے)۔[۱]

[۱] ایضاً، صف 142 - 139۔ ملخصاً

خدائے تعالیٰ کا دیدار حاصل کرنے کی شرطیں یہ ہیں:۔

(۱) عشقِ الٰہی حاصل کرنا۔ حضرت امام مہدیؑ نے اس کو فرض قرار دیا ہے۔ اِس کے بغیر خدا تک پہنچنا دشوار ہے۔

(۲) عملِ صالح۔ خالص خدا کے لئے عمل کرنے کو عملِ صالح کہتے ہیں۔ اپنے وجود کو بھول جانا دین کا مغز ہے۔

(۳) مرنے سے پہلے مرجانا۔ حضرت امام مہدیؑ کا فرمان ہے کہ ”جو شخص مرنے سے پہلے مر جاتا ہے، اُسی کو دیدار حاصل ہوتا ہے۔“

(۴) ذکرِ دوام۔ حضرت امام مہدیؑ فرماتے ہیں کہ ”ذکر کرو تا کہ خدائے تعالیٰ کی بینائی حاصل ہو۔“

(۵) صادقوں کی صحبت۔ اِس کے بغیر دین کی معرفت اور استعداد پیدا نہیں ہوتی۔

(۶) اخلاق حمیدہ کا حصول۔ حضرت بندگی میاں سید خوند میر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ”نماز، روزہ، ذکر اللہ وغیرہ سے خدا نہیں ملتا، بلکہ طالب کو

اپنے میں وہ تمام باتیں پیدا کرنا چاہئے، جو خدا نے مومنوں کی صفتوں میں بیان فرمائی ہیں۔“ حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ”مومن بننا چاہئے، اور قرآن میں غور کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ نے مومن کس کو کہا ہے۔“ (حاشیہ انصاف نامہ)۔[۱]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”جو لوگ ہمارے بقا (دیدار) کی امید نہیں رکھتے، اور حیاتِ دنیا سے خوش ہوگئے، اور اُسی پر مطمئن ہوگئے، اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ اُن سب کا ٹھکانہ، اُن کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔“ [۲]

دیدارِ الٰہی کی امید نہ رکھنے، اور حیاتِ دنیا سے خوش اور مطمئن ہوجانے کی سزا (قرآن کریم میں) دوزخ قرار دی گئی ہے، لہٰذا طلبِ دیدارِ خدا کو فرض تسلیم کرنا ہوگا۔ اِس کے علاوہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام خلیفۃ اللہ، مامور مِن اللہ ہیں، اور اللہ کی کتاب اور حضرت رسول اللہؐ کی پیروی، تعلیمِ بلاواسطہ سے کرتے ہیں (یعنے آپؑ کو اللہ تعالیٰ کسی واسطہ کے بغیر براہ راست تعلیم دیتا ہے)۔ ... اس لحاظ سے آپؑ جس امر کو فرض قرار دیں گے، اُس پر اعتقاد رکھنا

۱ تصدیق وعمل، صف 144-142۔ ملخصاً۔

۲ قرآن کریم، سورہ یونس (10)، آیت 8۔ ترجمہ حضرت ابوسعید سید محمودؒ توضیحاتِ نقلیات میاں عبدالرشیدؒ، صف 77۔

اورعمل کرنا واجب ہوگا۔ ۱؎

واضح ہو کہ کسی چیز کو دیکھنے کی عموماً دو صورتیں ہوتی ہیں: ایک یہ کہ چیز کا جتنا حصہ نظر (آنکھ) کے سامنے ہوگا، اتنا ہی دیکھا جا سکے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ چیز کو سارے اطراف و جوانب سے ایک ہی نظر میں دیکھ سکیں۔... اس لحاظ سے رویت (یعنے دیکھنے) کی دو قسمیں ہیں۔ دوسری صورت کو ادراک کہتے ہیں۔ (قرآن میں) اللہ تعالیٰ کے 'ادراک' کی نفی کی گئی ہے، جو بالکل صحیح ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے حد و نہایت ہے، اِس لئے ذاتِ باری تعالیٰ کو سارے اطراف و جوانب سے دیکھنا ممتنع ہے... نیز خدا کے دیدار کی نفی پر دلالت کرنے والی کوئی صاف و صریح آیت قرآن مجید میں نہیں ملتی۔ ۲؎

سالکوں کے مذہب میں کسی موجود کو وجود نہیں ہے۔اور تمام چیزوں کا تعلق لا الہ کہنے والے کے وجود کے ساتھ ہے۔پس جب قائل (یعنے کہنے والے) نے ہی اپنے وجود کو فنا کر دیا، تو اشیا کا اثر باقی نہیں رہا۔ اور یہی تصدیق ہے۔ یعنے حاصل یہ ہے کہ جس نے اپنے کو فنا کر دیا، اُسی نے حق کو ثابت کیا۔ اب کسی چیز کا وجود باقی نہیں رہتا، سوائے وجودِ حق تعالیٰ کے۔ پس یہی راستہ دیدار کا ہے، اور اِسی کا نام فی الحقیقت تصدیق ہے۔ ...

۱؎ توضیحات، صفحہ 78 ۲؎ ایضاً، صفحہ 73-74۔

غرض جو شخص کہ خدائے تعالیٰ کے دیدار کی طلب رکھتا ہے، اسے چاہئے کہ دنیا اور بشریت (آدمیت) کی صفت سے نکل جائے، اور اپنے کو فنا کرے، حق کو ثابت کرے۔ جب تک ذاکر و مذکور میں امتیاز اور اعتباری/ثنیفیت (روٹی) رہے، خدا کا دیدار نہیں ہوتا۔ ... اِسی لئے حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "جو کوئی دیدار کا طالب ہو، وہ ترکِ دنیا کرے۔ (یعنے اپنی ہستی و خودی کو ترک کرے)۔" ۱؎

۱؎ سوانح مہدی موعودؑ۔صفحہ 98-97۔